نظم "نیاشوالہ"
ایک جائزہ

Teaching Lecture

Subject : Urdu

Class : B.A. (Hons.) I

Topic : Nazm Neya Shewala by Iqbal

Author : Dr. Fatahullah Quadri

Lecture Series No. : 32

"نیاشوالہ" اقبال کی تخلیق کردہ ایک مختصر نظم ہے۔ جہاں تک اقبال کی شاعری کا سوال ہے تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ مجموعی طور سے ان کی شاعری میں خواہ غزلیں ہوں یا نظمیں، کوئی نہ کوئی پیغام ضرور ہوتا ہے، اور اقبال کی شاعری صرف شاعری نہیں، بلکہ جذبات و احساسات کی سچی ترجمانی ہے، لہٰذا جب ہم ان کا کلام پڑھتے ہیں تو فکرونظر میں ڈوبا ہوا انقلاب محسوس ہوتا ہے، جس کے معانی میں سمندر کی سی گہرائی ہوتی ہے، ہر بہتر شاعر کی طرح ان کا تعلق بھی فکروفن دونوں سے رہا ہے، جس کا ذکر انہوں نے اکثر نظموں اور غزلوں میں کیا ہے، ان کے مجموعہ کلام "بانگ درا" میں فکروفن کا بہترین امتزاج ملتا ہے، اس مجموعہ کی چھوٹی بڑی تمام نظمیں اثرانگیز اور سبق آموز ہیں، انہیں نظموں میں سے ایک نظم "نیاشوالہ" بھی ہے، جو دو بندوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی نظم ہے۔

دراصل یہ نظم اس وقت لکھی گئی جب ہندوستان میں ہندومسلم اختلاف نے جڑ پکڑ لیا تھا، انگریزوں نے سبھوں کے دلوں میں ایسی آگ لگادی تھی جس کے ذریعہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کو جلانے پر آمادہ تھا، اور اس آگ کو ہوا دینے میں کسی دوسرے کا ہاتھ نہیں تھا، بلکہ ہمارے ہی وہ شخص تھے جس کے ہاتھ میں مذہب کا کاروبار تھا، چنانچہ اقبال کو یہ سب دیکھ کر افسوس ہوا کہ اس طرح بھائی بھائی میں اختلاف ہو یہ قطعی درست نہیں، چنانچہ وہ پریشان ہو اٹھے اور جذباتی ہو کر انہوں نے کہا کہ اے ہندو تو کے رکھوالے! مسجد کے ملا! تم ہی فساد کی جڑ ہو، مذہب کے نام پر کام نکالنا تمہارا شیوہ ہے، مسجد اور مندر میں اس لیے بیٹھے ہو کہ غریبوں کا مذہبی استحصال کرسکو، اس کے اعتماد کا غلط فائدہ اٹھاسکو۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ اے مذہبی ٹھیکدارو! یہ تم ہی لوگ ہو جو ان غریب عقیدت مندوں کو نااتفاقی کا درس دیتے ہو اور ان کے اندر لاتعلقی پیدا کرتے ہو، دراصل تم لوگوں نے ہی ان کی عبادت میں خلل ڈالا ہے، جب تم لوگوں میں میل ملاپ اور محبت کی باتیں نہیں ہیں تو تم کیا آپس میں اتحاد و اتفاق کی باتیں کروگے؟ تمہاری آنے والی نسل بھی تم سے اسی نااتفاقی اور

نفرت کا سبق سیکھے گی، اور باہم لڑتی جھگڑتی رہے گی، چنانچہ وہ ہم وطنوں کو خبر دار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہارے درمیان اس لڑائی اور نا اتفاقی کی جڑ دراصل مذہبی رہنما ہی ہیں جو اپنا سکہ جمانے کے لیے غریبوں کو آپس میں لڑاتے رہتے ہیں، تاکہ تم پر حکومت کر سکیں اور تم لوگ نابینا بن کر ان کی عبادت کرتے رہو۔

خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

اگلے بند میں شاعر نظم کا رخ بدلتے ہوئے کہتا ہے کہ اے حرم کے رکھوالے اور ریب کے بجاری! آپس کے لڑائی جھگڑے کو مٹا دو، اختلاف ختم کر دو اور ایک نئی دنیا بناؤ جہاں ہم وطن یکجا ہوں، جہاں کوئی اختلاف نہ ہو، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں تاکہ جو خلیج حائل ہوگئی ہے اسے آپس کی اتحاد سے پاٹ دیں، اور پرانی باتوں کو بھلا کر آپس میں گلے مل جائیں اور ہم سب مل کر پھر سے ایسا نگر بسائیں، ایک ایسا عبادت خانہ اور خدا کا گھر بنائیں جس میں مذہبی اختلاف نہ ہو، اس مقدس قلابیں آسمان سے جا ملیں اور اس کی رفعت وشان کے آگے ساری دنیا سر جھکائے، جہاں ایسے گیت گائے جائیں جو نہ ہو ہندو کا ہو، نہ مسلم کا، بلکہ جسے سن کر سبھی جھوم اٹھیں اور راگ ایسا ہو جس میں محبت والفت کی شراب کا نشہ ہو، ان باتوں کو اقبال نے ایک شعر میں کس خوبصورتی سے پیش کیا ہے، ذرا ملاحظہ فرمائیں ۔

ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے بجاریوں کو مئے پیٹ کی پلا دیں

بہرکیف! مندرجہ بالا نظم کے ذریعہ شاعر نے آپسی اختلاف کو مٹانے کی کوشش کی ہے اور محبت کا چرچہ عام کیا ہے، وہی محبت جو بجاریوں اور پرستاروں کے گیت میں ہے، جس میں قوت وطاقت بھی پوشیدہ ہے، اقبال نے اپنے اس مقصد کو پیش کرنے کے لیے جن لفظوں کا استعمال کیا ہے وہ خاصہ اہم اور موثر ہیں، انداز بیان بھی دلش اور رواں ہے، ان میں جابہ جا ہندی کے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ اپنے اندر ایک خاص دلکشی رکھتے ہیں، اگر اس کی جگہ فارسی یا اردو کے الفاظ استعمال ہوتے تو شاید اتنی دلکشی پیدا نہیں ہوتی، مثلاً

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

یہاں ''شکتی'' کی جگہ طاقت ''شانتی'' کی جگہ امن ''دھرتی'' کی جگہ، زمین، اور ''پریت'' کی جگہ ''محبت'' کا لفظ اگر استعمال کیا جائے تو شعر کی دلکشی جاری رہے گی، اور لذت بھیج صورت میں تبدیلی ہو جائے گی، گویا شاعر نے ہندی واردو الفاظ کی خوبصورت بندش کے ذریعہ پیغام دیا ہے کہ اس طرح ہم ہندو مسلمان آپس میں مل کر رہیں، اس کی ترغیب بھی قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہے، اس میں ردیف وقافیہ کا بھی بہترین التزام ہوا ہے، گرچہ یہ نظم محاورہ اور تشبیہ واستعارہ سے خالی ہے، اور تصنع سے پاک ہے، مگر

اس کی سادگی شائستگی ہی نظم کی اصل خوبصورتی ہے۔

مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''نیا شوالہ'' ایک مشہور اور کامیاب نظم ہے، جس کا انداز بیان نہایت دلکش اور موثر ہے، جس کے ذریعہ شاعر نے وطن کی عظمت کا نقش دلوں پر قائم کرنے کے اپنی تمام تر شاعرانہ قوتوں کو صرف کیا ہے، اکثر ناقدین اقبال کا یہی کہنا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد پر یہ اردو میں بہترین نظم ہے، جس کی عظمت رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

❁❁❁❁❁❁